قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ البقرۃ

(۲۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنۡ یُّذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ وَسَعٰی فِیۡ خَرَابِہَا ؕ اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَہُمۡ اَنۡ یَّدۡخُلُوۡہَاۤ اِلَّا خَآئِفِیۡنَ ۬ؕ لَہُمۡ فِی الدُّنۡیَا خِزۡیٌ

(اپنے اِنھی اختلافات کے باعث یہ ایک دوسرے کی عبادت گاہوں کو ویران کرتے رہے ہیں)[۲۷۸]۔ اور اُس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کے معبدوں میں اِس بات سے منع کرے کہ وہاں اُس کا نام لیا جائے اور اُن کی ویرانی کے درپے ہو۔ اِن کے لیے اِس کے سوا کچھ زیبا نہ تھا کہ ان (معبدوں) میں جائیں تو اللہ سے ڈرتے ہوئے جائیں[۲۷۹]، (لیکن اِنھوں نے سرکشی

۲۷۸۔ اشارہ ہے اس جنگ و جدال کی طرف جو یہود و نصاریٰ کے درمیان بیت المقدس میں بھی ایک دوسرے کو خدا کی یاد اور اُس کی عبادت سے روکنے کے لیے ہوا اور اُس سے باہر بھی جہاں جہاں انھیں اِس کا موقع ملا۔

۲۷۹۔ یعنی انبیا علیہم السلام کے ذریعے سے ہدایت پانے کے بعد ان لوگوں کے لیے تو کسی طرح موزوں نہ

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا
فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾
وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿١١٦﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

دکھائی تو اب) اِن کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور قیامت میں بھی ایک بڑا عذاب اِن کا منتظر ہے۔ (یہ اِس لیے ہوا کہ اِن میں سے کسی نے مشرق کو قبلہ ٹھیرایا اور کسی نے مغرب[280] کو، اور حق یہ ہے کہ) مشرق و مغرب، سب اللہ ہی کے لیے ہیں۔ لہٰذا جدھر رخ کرو گے، اللہ کا رخ بھی اُدھر ہی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اللہ بڑی گنجایش والا ہے، وہ ہر چیز کو جانتا ہے[281]۔ ۱۱۴-۱۱۵

(پھر یہی نہیں، نجات اور ہدایت کے یہ مدعی ایمان و عقیدہ کے لحاظ سے بھی اس قدر پستی میں گر چکے ہیں کہ) اِنھوں نے کہا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے۔ لاریب، وہ پاک ہے اِن باتوں سے، بلکہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اسی کا ہے۔ سب اُس کا حکم مانتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کو وہی

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.org

تھا کہ خدا کی عبادت گاہوں کو ویران کریں۔ انھیں تو ان میں ہمیشہ اللہ سے ڈرتے اور لرزتے ہوئے داخل ہونا چاہیے تھا۔

۲۸۰۔ یہود و نصاریٰ، دونوں کا قبلہ بیت المقدس تھا، لیکن نصاریٰ نے غالباً اس میں سیدہ مریم کے مقام اعتکاف کی رعایت سے مشرق کو قبلہ بنا لیا اور یہود نے ان کی ضد میں مغرب کی سمت اختیار کر لی۔ پھر اس اختلاف کے باعث ان کے مابین خوب خوب لڑائی ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کے معبدوں کی حرمت پوری بے دردی کے ساتھ پامال کی۔

۲۸۱۔ یعنی جہات میں سے کوئی جہت بھی اللہ کے لیے خاص نہیں ہے، لہٰذا وہ بیت المقدس کو قبلہ قرار دے کر جدھر بھی رخ کرتے، اللہ ہی کی طرف رخ کرتے۔ اس کی قدرت اور اس کے علم کی وسعت ہر جہت کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾
وَقَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ لَوۡلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوۡ تَاۡتِيۡنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّثۡلَ قَوۡلِهِمۡ ؕ تَشَابَهَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ قَدۡ بَيَّنَّا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾

عدم سے وجود میں لانے والا ہے اور جب کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اُس کے لیے اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے [۲۸۲]۔ ۱۱۶-۱۱۷

اور (اِسی طرح کی بات) اُن لوگوں نے کہی جو (وحی اور کتاب کا) علم نہیں رکھتے [۲۸۳] کہ اللہ ہم سے براہِ راست کیوں ہم کلام نہیں ہوتا [۲۸۴] یا ہمارے پاس کوئی واضح نشانی کیوں نہیں آتی [۲۸۵]؟ بالکل اِسی طرح جو اِن سے پہلے گزرے ہیں، اُنھوں نے بھی ایسی ہی بات کہی۔ اِن سب کے دل ایک سے ہیں [۲۸۶]۔ ہم نے اپنی نشانیاں اِن لوگوں کے لیے ہر لحاظ سے واضح کر دی ہیں جو یقین کرنا

۲۸۲۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی بے نیاز، بے ہمہ اور قادرِ مطلق ہستی کے ساتھ اس بے ہودہ عقیدے کا کیا تعلق کہ اس کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔

۲۸۳۔ یعنی مشرکینِ عرب جو صدیوں سے وحی اور کتاب نام کی کسی چیز سے واقف نہ تھے۔

۲۸۴۔ یعنی ہم جو قریش کے سردار ہیں اور اثر واقتدار میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہیں بڑھ کر ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے براہِ راست کیوں بات نہیں کرتا؟ قریش کے اس مطالبے کا جواب قرآن نے بعض دوسرے مقامات پر دیا ہے، لیکن یہاں نہیں دیا۔ اس سے یہ اشارہ کرنا پیشِ نظر ہے کہ یہ مطالبہ اس قدر احمقانہ ہے کہ اس کے جواب میں خاموشی ہی اس کا جواب ہے۔ سردارانِ قریش کے پندارِ سیاست پر، ظاہر ہے کہ جو ضرب اس خاموشی سے لگ سکتی تھی، وہ اس مطالبے کے کسی جواب سے نہیں لگ سکتی تھی۔

۲۸۵۔ نشانی سے ان کی مراد کوئی ایسی نشانی تھی جسے دیکھ کر ہر شخص پکار اٹھے کہ اس کا دکھانے والا یقیناً کوئی فرستادۂ خداوندی ہی ہو سکتا ہے۔ مثلاً یہ کہ اس رسول کے ساتھ کوئی فرشتہ آسمان سے اترے اور گلی کوچوں میں اس کی منادی کرتا پھرے یا کم سے کم اس کے اشارے پر اس عذاب ہی کا کوئی نمونہ دکھا دیا جائے جس کی وعید وہ شب و روز انھیں سناتا ہے۔

۲۸۶۔ یعنی جس طرح کی نشانی کا تقاضا یہ کر رہے ہیں، بالکل اسی طرح کی نشانی ان سے پہلی قوموں نے بھی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا لا وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۱۹﴾
وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط قُلْ اِنَّ
هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی ط وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَکَ مِنَ
الْعِلْمِ لا مَا لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۲۰﴾

چاہیں[۲۸۷]، (لہٰذا تمھاری کوئی ذمہ داری نہیں کہ اِن کی خواہش کے مطابق اِنھیں نشانیاں اور معجزے دکھاؤ)۔ ہم نے تمھیں حق کے ساتھ بھیجا ہے، (اے پیغمبر)، انذار و بشارت کے لیے۔ تم سے اِن دوزخ والوں[۲۸۸] کے بارے میں ہرگز کوئی پرسش نہ ہو گی۔ ۱۱۸-۱۱۹

(یہ مشرکین ہی نہیں، تمھارے مخاطبین میں سے) یہود و نصاریٰ بھی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک ان کا مذہب اختیار نہ کر لو۔ (لہٰذا) کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے، اور اگر تم اُس علم کے بعد جو تمھارے پاس آ چکا ہے، اِن کی خواہشوں[۲۸۹] پر چلے تو اللہ کے مقابلے میں تمھارا کوئی دوست اور کوئی مددگار نہ ہو گا[۲۹۰]۔ ۱۲۰

www.javedahmadghamidi.com

اپنے رسولوں سے طلب کی تھی۔ وہ بھی حق واضح ہو جانے کے بعد محض ہٹ دھرمی کے باعث یہ مطالبہ کر رہے تھے اور یہ بھی حق کو پوری طرح سمجھ لینے کے بعد محض ضد اور ہٹ دھرمی ہی کے باعث یہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا جس طرح کے قفل ان کے دلوں پر تھے، اسی طرح کے قفل ان کے دلوں پر بھی ہیں۔ یہ اب عذاب دیکھ لینے کے بعد ہی مانیں گے۔

۲۸۷۔ مطلب یہ ہے کہ جو یقین کرنا چاہیں، ان کے لیے تو تمھاری رسالت کا اثبات اب کسی نشانی اور معجزے کا محتاج نہیں رہا، اس لیے کہ انفس و آفاق اور تاریخ و آثار سے اس کے دلائل ہم نے ہر پہلو سے کھول کھول کر قرآن میں بیان کر دیے ہیں۔

۲۸۸۔ یعنی سرکشی اور ہٹ دھرمی کے باعث دوزخ جن کے لیے مقدر ہو چکی ہے۔

۲۸۹۔ یہود و نصاریٰ کے طریقوں کو ان کی خواہشات سے تعبیر اس لیے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم اور ہدایت آ جانے کے بعد کسی دوسرے طریقے پر اصرار درحقیقت اپنی خواہشات ہی کی پیروی ہے۔

۲۹۰۔ یہاں اگرچہ خطاب بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، لیکن صاف واضح ہے کہ تنبیہ اور

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

(اِس کے برخلاف) وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب عطا فرمائی[۲۹۱] اور وہ اُس کی تلاوت کا حق ادا کرتے رہے، وہی اس (قرآن) پر ایمان لائیں گے[۲۹۲] اور جو (اِس نصیحت کے بعد بھی) اپنے انکار پر جمے رہے تو وہی اصل میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔ ۱۲۱

عتاب کا رخ یہود و نصاریٰ ہی کی طرف ہے۔

۲۹۱۔ قرآن کی بلاغت کا یہ پہلو ملحوظ رہے کہ یہاں چونکہ ذکر صالحینِ اہلِ کتاب کا ہے، اس لیے 'اوتو الکتاب' کے بجائے اصل میں 'اتینھم الکتاب' کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ قرآن کے ذوق آشنا اس فرق کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

۲۹۲۔ یعنی جو اس سے پہلے حق کی قدر کرتے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اب بھی انھیں ہی اس کی توفیق عطا فرمائے گا۔ قرآن سے ہدایت بھی وہی پائیں گے جنھوں نے تورات و انجیل کی تلاوت کا حق ادا کیا ہے۔ ہدایت و ضلالت کے باب میں یہ اللہ کی سنت ہے اور وہ اپنی سنت کبھی تبدیل نہیں کرتا۔

(باقی)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com